خدا تعالیٰ کے احکام سے لاپرواہی انسان کو ذلیل و خوار کر دیتی ہے

(فرمودہ ۷- اگست ۱۹۱۴ء)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی:-

وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِی السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِیْنَ- فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهَا وَ مَا خَلْفَهَا وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ [1]-

پھر فرمایا:-

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحم فرما کر اور ان کی حالت کو مدنظر رکھ کر ترقی دینے کیلئے قواعد مقرر کئے ہیں- بہت سے انسان بھی قواعد بناتے ہیں لیکن خدا کے قواعد کے مقابلہ میں انسانی قواعد کوئی وقعت نہیں رکھتے- کیونکہ انسان لاعلم اور آئندہ کے واقعات سے بے خبر' انسانی فطرت سے ناآشنا' انسانی فطرت کے اختلافات سے ناواقف' انسانی جذبات سے بے علم ہوتا ہے اس لئے اسے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کی اصلاح کیلئے کونسے قانون اور قواعد مفید ہوسکتے ہیں - اگر تمام دنیا کے لوگ یکساں خیالات یا ایک ارادہ یا ایک ہی جیسے جذبات رکھتے ہوں اور پھر دنیا میں ایک ہی جیسے واقعات ہرروز پیش آتے رہیں تو بے شک ایک انسان کے قواعد کام دے سکتے ہیں لیکن انسانی حالت میں بہت ہی زیادہ اختلافات ہیں- ہر ایک واقعہ آنے والے تغیرات کا منتظر ہوتا ہے- آج کے خیالات کل کے خیالات کے خلاف ظہور پذیر ہوتے ہیں اور کچھ پتہ نہیں لگتا کہ ایک منٹ یا ایک سیکنڈ میں اور کیا خیالات ہوجائیں گے اور دوسرا لمحہ انسان پر کیسا گزرے گا-

تو جب صورت حال یہ ہے تو کسی کو کیا معلوم ہوسکتا ہے کہ انسانی حالت ایک دن' دو دن' سال' دو سال میں کیا کچھ تغیر پذیر ہوگی اور کہاں کہاں نکل جائے گی - یہی وجہ ہے کہ انسانوں کے مقرر کردہ قواعد و ضوابط میں نت نئے تغیرات کی ضرورت لاحق ہوتی ہے لیکن خدا تعالیٰ نے جو طریق اور رستے انسانی ہدایت کے بتائے ہیں وہ کبھی نہیں بدل سکتے کیونکہ اس نے انسان کی ہر ایک حالت کو مدنظر رکھ کر اخذ کئے ہیں- تو انسان کی ترقی کے لئے حقیقی اور کامل وہی راہ ہے جو خدا تعالیٰ نے بتائی ہے اور اسی پر چل کر انسان کامیاب ہوسکتا ہے- لیکن جب انسان اس کے خلاف کرتا ہے تو بڑی بڑی ٹھوکریں کھاتا ہے اور شریعت کے چھوٹے سے چھوٹے حکم کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے بھی تباہ ہو جاتا ہے-

اگر کوئی دنیا میں ایسی شریعت ہے کہ اس کے احکام کو ترک کرکے کوئی کامیاب ہوسکتا ہے تو وہ الٰہی شریعت نہیں ہے- الٰہی شریعت وہی ہوسکتی ہے کہ جب کوئی انسان اس کو چھوڑے تو ذلیل و خوار ہو جاوے- ایک سچی اور جھوٹی شریعت کا معیار ہی یہی ہے- وہ شریعت جھوٹی ہے یا اگر کبھی سچی تھی تو اب اس میں اور باتیں مل گئیں ہیں یا لوگوں کی دست بُرد سے محفوظ نہیں ہے جس کے احکام کے چھوڑنے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا اور بجاآوری کی صورت میں فائدہ نہیں ہوتا- اس کے مقابلہ میں حقیقی اور سچی اور تغیّر و تبدّل سے محفوظ وہ شریعت ہے کہ جس کے چھوٹے سے چھوٹے حکم کے انکار کی وجہ سے بھی کبھی کوئی سکھ نہیں پاسکتا اسی معیار کے ماتحت اسلام اور دوسرے مذاہب کا فیصلہ ہوسکتا ہے کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا- اگرچہ یہ ایک الگ مضمون ہے کہ اسلامی احکام کو چھوڑنے کی وجہ سے کیا کیا بد نتائج پیدا ہوتے ہیں اور کیوں؟ دوسرے مذاہب کے احکام کو چھوڑنے سے بد نتائج پیدا ہونے تو الگ رہے مجبوراً چھوڑنے پڑتے ہیں اور چھوڑنے میں فائدہ ہوتا ہے- اس وقت مَیں اس مضمون سے قطع نظر کرکے اس موضوع کو یہاں بیان کرتا ہوں جس کے متعلق مَیں نے آیت پڑھی ہے-

یہاں قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایک حکم بیان فرمایا ہے جو یہود کو دیا گیا تھا اور جو بظاہر چھوٹا سا معلوم ہوتا ہے یہ حکم مسلمانوں کو بھی دیا ہے لیکن آج کل مسلمان اس کی پرواہ نہیں کرتے- یہی تو وجہ ہے کہ یہ دن بدن ذلیل ہوئے جارہے ہیں- مختلف شریعتوں میں ہفتے میں ایک دن خاص عبادت کا مقرر ہے گو اس میں اختلاف ہے کیونکہ شمسی حساب رکھنے والی

قوموں نے اتوار کا دن مقرر کیا ہے۔ یہودیوں میں ہفتے کا دن مانا جاتا ہے۔ عیسائیوں میں بھی ابتداء میں ہفتہ ہی مانا جاتا تھا لیکن جب روما کے امراء ان میں داخل ہوئے تو چونکہ وہ سورج کی پرستش کرتے تھے اس لئے عیسائیوں نے بھی ان کی خاطر ہفتہ کو چھوڑ کر اتوار مقرر کرلیا۔ اب تک بھی عیسائیوں میں ایسے فرقے موجود ہیں جو کہ ہفتہ کو ہی خاص دن کہتے ہیں۔ مسلمانوں کیلئے جمعہ کا دن عبادت کیلئے خاص طور پر رکھا ہے۔ تو تمام مذاہب والوں کا اس پر اتفاق ہے خواہ وہ ویدک دھرم ہوں یا یہودی ہوں یا عیسائی ہوں یا مسلمان ہوں تمام میں ایک دن ایسا رکھا گیا ہے جو کہ خداتعالیٰ کی عبادت کیلئے مخصوص ہے۔ تو اس قدر ہفتہ میں ایک دن عبادت کیلئے مقرر کرنے پر خصوصیت سے تمام مذاہب کا اجتماع ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بھی کوئی بڑی خاص اہمیت ہے ورنہ فروعات میں تو بڑے بڑے تغیرات ہوتے ہیں۔ یہ ایک ایسا حکم ہے جو بظاہر لوگوں کی نظروں میں بڑا معلوم نہیں ہوتا لیکن کُل شریعتوں کو اس پر اتفاق ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔

جس طرح مختلف مذہبوں میں اس دن کی تخصیص میں اختلاف ہے' اسی طرح عبادت اور اس دن کے فوائد حاصل کرنے میں بھی فرق ہے۔ لیکن اسلام نے جو طریق رکھا ہے وہ سب سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ اس دن ایک نماز رکھی ہے تاکہ سب لوگ اس میں شامل ہوسکیں۔ دیگر مذاہب نے اس خاص دن کے متعلق مختلف اصول مقرر کئے ہیں۔ لیکن جس خوبی سے اسلام نے اس کی غرض اور غایت کو پورا کرنے کا طریقہ رکھا ہے اور کوئی مذہب اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اسلام نے پہلے روزانہ پانچ وقت ایک جگہ جمع ہونے کیلئے حکم دیا۔ پھر ہفتے میں ایک دن ایسا رکھا کہ تمام شہر کے اور اردگرد کے لوگ ایک جگہ جمع ہوجائیں۔ پھر ایک عید کا دن رکھا تاکہ قریب قریب کے گاؤں کے لوگ ہی نہ بلکہ دور کے بھی اس میں شامل ہوں۔ پھر حج کا ایک وقت ایک سال میں مقرر کیا تاکہ تمام دنیا کے مسلمان ایک جگہ جمع ہوں۔ تو اس طرح ایک چھوٹے سے اجتماع سے چلا کر بڑے بھاری اجتماع پر پہنچایا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ آیا دنیاوی حکومتوں میں بھی اس کا کوئی نمونہ پایا جاتا ہے یا کہ نہیں تو ہم یہ پاتے ہیں کہ اول قصبوں اور شہروں میں چند آدمیوں کو چن کر ایک میونسپل کمیٹی بنائی جاتی ہے۔ پھر اس سے اخذ کرکے ڈسٹرکٹ بورڈ بنتا ہے۔ پھر اسی طرح بڑھتے بڑھتے صوبہ کی کونسل تک معاملہ پہنچ جاتا ہے۔ تو اسلام نے اسی اصل کو مدنظر رکھ کر پہلے تھوڑے لوگوں کو پانچ وقت جمع ہونے

کا حکم دیا۔ پھر کچھ زیادہ آدمیوں کیلئے ہفتے میں ایک دفعہ اجتماع رکھا۔ پھر اس سے زیادہ لوگوں کیلئے سال بھر میں دو دفعہ اجتماع کا وقت مقرر کیا۔ پھر سال میں ایک دفعہ مگر ساری دنیا کی اطراف سے آئے ہوئے لوگوں کے شامل ہونے کیلئے موقع رکھا۔

اس طرح کرنے سے فائدہ کیا ہوا اور کیوں اس طرح کیا۔ اس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کچھ لوگ تھے جنہوں نے ہمارے مقرر کردہ قواعد کے خلاف کیا اور جو دن ہم نے ان کی عبادت کیلئے مقرر کیا تھا اس کا انہوں نے ادب نہ کیا اس لئے ہم نے ان کو ذلیل بندر کی طرح کردیا۔ بندر کیوں ذلیل و خوار ہوتا ہے اس لئے کہ اس کی خود کوئی حیثیت نہیں ہوتی جس طرح اس کو نچانے والا نچاتا ہے اسی طرح وہ ناچتا ہے اور جس طرح وہ انسانوں کو کرتے دیکھتا ہے اس کی نقل اتارتا ہے خود اسے کچھ سمجھ اور عقل نہیں ہوتی۔ ایک کہانی مشہور ہے کہ ایک شخص ٹوپیوں کی دکان کیا کرتا تھا اور اس نے خود بھی ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ ایک دن وہ ٹوپی پہنے ہی سوگیاتو بندروں نے اس کی تمام ٹوپیاں لے کر اپنے سروں پر پہن لیں اور درختوں پر چڑھ گئے وہ بیچارہ بہتیرا ٹوپیوں کو واپس لینے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن ناکام رہا اگر وہ نیچے سے پتھر مارتا تو وہ اوپر سے پھل اتار کر پھینکتے اور جس طرح وہ کرتا اسی طرح وہ بھی کرتے جاتے۔ آخر اس نے اپنی ٹوپی اتار کر زمین پر پھینک دی یہ دیکھ کر تمام بندروں نے بھی ٹوپیاں اُتار کر پھینک دیں اور اس نے اٹھالیں۔ تو یہ بندر میں دوسرے تمام جانوروں سے خصوصیت ہوتی ہے کہ ہر ایک بات کی نقل بڑی جلدی اتارتا ہے مگر اس کی اصلیت سے بالکل ناواقف ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہود نے اس دن کا ادب کرنا جو چھوڑدیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے پاس صرف شریعت کی نقل رہ گئی اور اصل اُڑ گیا۔ اصل وحدت، اتفاق اور اتحاد کو انہوں نے ترک کردیا اور بناوٹی اتحاد اور صلح ان میں رہ گئی۔

مسلمانوں کی حالت: كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ۔ سے آجکل کے مسلمانوں کو یہ مناسبت ہے کہ نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، حج کرتے ہیں، لیکن یہ ان کا سب کچھ بندر کی حرکات سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ مسلمانوں پر اسی وقت سے مصیبت اور تباہی نازل ہوئی ہے جب سے کہ انہوں نے جمعہ کو چھوڑا ہے۔ اول تو اکثر حصہ مسلمانوں کا جمعہ پڑھتا ہی نہیں اور جو پڑھتا ہے وہ بعد میں احتیاطی پڑھ لیتے ہیں کہ شاید جمعہ کی نماز ہوئی بھی ہے یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارا ایک دوست

تھے غلام نبی کا تھا- اس نے ہمارے ساتھ ایک گاؤں میں جمعہ پڑھا- وہ وہابی تھا- اور وہابی جمعہ پڑھنے کے قائل ہوتے ہیں لیکن اس نے جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد چار رکعتیں اور پڑھیں- ہم نے اس سے پوچھا کہ یہ تم نے کیا کیا ہے تو وہ کہنے لگا کہ احتیاطی پڑھی ہے لیکن لوگ تو اس لئے احتیاطی پڑھتے ہیں کہ نماز نہیں ہوئی اور میں نے اس لئے پڑھی ہے کہ مار نہ پڑے کیونکہ ایسا نہ کرنے والے کو یہ لوگ مارتے ہیں-تو یہ حال ہے مسلمانوں کا- اول تو انہوں نے جمعہ کو ترک ہی کردیااور پھر جو پڑھتے ہیں انہیں ماریں پڑنے کا ڈر ہوتا ہے- جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں وحدت اتحاد اور یک جہتی قائم نہیں رہی اور یہ بھی قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ ہوگئے ہیں اور دن بدن ذلیل ہوتے جاتے ہیں-

اتحاد میں خداتعالیٰ نے بڑی عظیم الشان حکمتیں رکھی ہیں لیکن اب مسلمانوں میں سے کون روزانہ مسجدوں میں آتا ہے- آئے دن سنا جاتا ہے کہ فلاں جگہ مسجد میں کتیا نے بچے دیئے- فلاں جگہ کسی نے پاخانہ کردیا وغیرہ وغیرہ جب انسان مسجدوں میں داخل نہ ہوں تو پھر مسجدیں درندوں اور پرندوں کا بسیرا نہ بنیں تو کیا بنیں؟ امراء مسجدوں میں آنا گناہ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا ہم کسی ادنیٰ درجہ کے آدمی کے ساتھ کھڑے ہوں- جمعہ تو اس طرح چھوٹا' باقی رہا حج- امیر لوگ تو حج کو جاتے ہی نہیں- غرباء جاتے ہیں جو بعض کسی قسم کا فائدہ حاصل کرنے کی بجائے بے ایمان ہوکر آتے ہیں- جس کی وجہ یہ ہے کہ جن لوگوں کو خداتعالیٰ کا حکم ہے کہ حج کو جاؤ وہ تو جاتے نہیں اور جن کو حکم نہیں وہ جاتے ہیں- تو نہ جانے والوں کا اس لئے ایمان ضائع ہوجاتا ہے کہ وہ حکم کی تعمیل نہیں کرتے اور دوسرے حکم عدولی کرتے ہیں اس لئے ان کو ابتلاء پیش آتے ہیں اور ذلیل و خوار ہوکر واپس آتے ہیں- اجتماع کا حکم مسلمانوں کیلئے ایک ضروری حکم تھا لیکن انہوں نے اِعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ کیا-

یہود کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کرکے آئندہ آنے والوں کیلئے ایسا عبرت بخش سبق رکھ دیا کہ جو متقیوں کیلئے نصیحت کا سامان ہوسکتا ہے- آج تک یہودیوں کو سکھ نصیب نہیں ہوا- سو یاد رکھو کہ خداتعالیٰ کا چھوٹے سے چھوٹا حکم بھی دراصل بہت بڑا حکم ہوتا ہے- بھلا اتنے بڑے بادشاہ کا کوئی حکم چھوٹا ہوسکتا ہے- بہت لوگ ہیں جو جمعہ کی نماز پڑھنے میں لاپرواہی کرتے ہیں اور جو پڑھتے ہیں وہ احتیاط نہیں کرتے مسجد میں باتیں کرتے رہتے ہیں اور جو باتوں کی جرأت نہیں کرتے وہ اشاروں سے کام لیتے ہیں یہ سب کچھ اِعْتَدَوْا فِي السَّبْتِ ہی ہے- یہ اجتماع

تو اس لئے رکھا گیا ہے کہ سب اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کی حالت کو دیکھیں اور خطیب جو کچھ ضروریات اور حالات کو مدنظر رکھ کر کہے اس سے نصیحت اور فائدہ حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق دے کہ ان احکام پر چلیں اور صرف چلیں ہی نہ بلکہ ان کے اصل مغز تک پہنچ جائیں۔ جمعہ تو بہت لوگ پڑھتے ہیں مگر جو اس کی غرض اور غایت ہے یعنی اتحاد اور روحانی ترقی' خدا کرے کہ وہ ہمیں حاصل ہو اور ہم خدا تعالیٰ کے انعامات کے مورد ہوں۔

(الفضل ۱۳-۱۳ اگست ۱۹۱۴ء)

ل البقرۃ:٦٦' ٦٧